سائنس کی ایک اہم تحقیقات اور قرآن

(خان بہادر حاجی شیخ رحیم بخش ایم اے)

عام طور پر یہی سمجھا جاتا رہا ہے کہ آسمانوں میں روحانی ہی روحانی مخلوقات ہیں اور بعض نے تو آگے بڑھ کر کہدیا کہ "آسمان فقط حد نظر ہیں" اور کچھ نہیں قرآن کا دائرہ تخاطب جو رب العالمین کا آخری پیغام ہے ان ساری حدود سے بالاتر ہے۔ انسانی عقول و افہام مفروضات وعرف عام سب کے سب جو ناقص ہیں۔ قرآن کریم کی نظریات تعلیمات سے روشنی پاتے ہیں۔ قرآن کریم آفتاب کی طرح روشن ہے عقول افہام عرف عام سب کو روشن کرتا ہے۔ پانی کی طرح پاک وصاف ہے۔ اور سب کو پاک وصاف کرتا ہے۔ فضائے بسیط کی طرح بسیط ہے اور سارے عالموں پر حاوی ہے۔ دنیا کی ساری تحقیقات، ساری ایجادات سارے انکشافات دوسری کتابوں کی تعلیمات پر تو انقلابی اثر ڈال سکتے ہیں۔ مگر قرآن کریم کی تعلیمات پر کوئی انقلابی اثر ڈالنے کے بجائے یہ سب کے سب خود بخود قرآنی تعلیمات کے مظاہر بن جاتے ہیں یہ قرآن کریم کی عالمگیر صداقت کا درخشاں معجزہ ہے مریخ یا دوسرے اجرام سماوی میں حیات ونشوونما کے وجود کا امکان والقان آج سب کو اچنبھا معلوم ہو رہا ہے۔ مگر یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آج سے تقریباً چودہ سو برس پیشتر ہی قرآن نے آسمانی مخلوقات کے متعلق یہ ارشاد فرمایا تھا۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ وَهُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ (شوریٰ رکوع ۳)

ترجمہ۔ اور یہ بات بھی اس کی ایک نشانی ہے بنانا آسمانوں اور زمین کا اور پھیلا دینا آسمانوں کا اور پھیلا دینا آسمانوں اور زمین میں دابہ یعنی ذی حیات مخلوق کا اور وہ جب چاہتا ان سب کو اکٹھا کر سکتا ہے۔

اس آیۃ کریمہ میں جو فیھما ہے یہ تثنیہ کی ضمیر ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا مرجع السمٰوٰت
وَالارض دونوں ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے ان دو تو یعنی آسمانوں اور زمین میں
دابہ یعنی ذی حیات مخلوقات پھیلا رکھی ہیں۔ پھر ارشاد ہے۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ (نحل ع ۶ (ترجمہ) اور اللہ ہی کے آگے
سر عبودیت خم کرتے ہیں وہ جو آسمانوں میں ہیں اور وہ جو زمین میں ہیں از قسم دابہ (یعنی
مخلوقات حیوانی) اور ملائکہ بھی اور وہ سرکشی نہیں کرتے۔

اس آیۃ کریمہ سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ دابہ یعنی ذی حیات
مخلوقات آسمانوں اور زمین دونوں میں ہیں۔ جیسا کہ مِنْ بیانیہ سے جو یَسْجُدُ سے متعلق
ہے ظاہر ہے۔ دوسرے یہ کہ دابہ اور ملائکہ الگ الگ مخلوق ہیں کیونکہ لفظ ملائکہ مِن
سے خارج ہے اور یہ یسجد کا دوسرا فاعل ہے اب یہ معلوم کرنا ہے کہ دابہ ہے کیا چیز لغت
میں دابہ دبیب سے مشتق ہے اور اس کے معنی چلنے پھرنے والی مخلوق کے ہیں۔ مگر ہمیں دور
جانے کی ضرورت نہیں۔ خود قرآن کریم نے اس کی تعریف بیان فرما دی ہے ارشاد ہے

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ۔ (نور ع ۵)۔

ترجمہ۔ اور اللہ ہی نے پیدا کئے سارے دابے پانی سے۔ سو بعض تو ایسے ہیں
جو اپنے پیٹ پر چلتے ہیں اور بعض تو ان میں وہ ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور
بعض ان میں وہ ہیں جو چار پاؤں پر چلتے ہیں۔

یعنی دابہ ہر جاندار مخلوق ہے جو پیٹ کے بل پر چلے دو پاؤں پر چلے چار
پاؤں پر چلے یعنی سارے حیوان اور سارے انسان دابہ ہیں۔

مذکورہ آیت سے یہ باتیں ثابت ہوئیں۔

(ا) دابہ یعنی ذی حیات مخلوقات آسمانوں اور زمین دونوں میں ہیں۔

(ب) دابہ ملائکہ سے الگ ہیں۔ (ج) دابہ پانی سے پیدا ہوئے ہیں۔

(د) دابہ وہ ہیں جو پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ دو پاؤں پر چلتے ہیں۔ چار پاؤں پہ چلتے ہیں ان آیات کا ماحصل اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ دابہ یعنی ذی حیات مخلوقات زمین پر بھی ہیں اور آسمان پر بھی اس لئے کہ یہ آیات بالکل صاف بالکل واضح ہیں۔ ان میں کوئی اشکال نہیں کوئی اغلاق نہیں کہ تاویل و تعبیر کرنی پڑے

یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ مفسرین نے یہی نظریہ کیوں نہیں پیش کیا۔ عرض ہے کہ بعض مفسرین نے اس نظریہ کی طرف اشارہ کیا ہے مگر یہ اشارہ بڑا ہی مبہم اشارہ ہے علامہ زمخشری علامہ ابن عادلؒ اور کسی قدر علامہ ابن کثیرؒ وغیرہم نے آسمانوں میں حیوانات کے وجود کا امکان بتایا ہے کیونکہ احادیث میں کچھ ذکر ہے مگر اکثر مفسرین نے اس وقت کے محدود ماحول سے متاثر ہو کر اس امکان کو خلاف عرف عام کہہ دیا ہے اور ساتھ ہی اس کو مختلف تاویلات و تعبیرات کا جامہ پہنا دیا ہے یعنی دابہ یا تو جنتیوں کی سواریاں ہیں یا ان سے مراد ملائکہ ہیں یا فیہما سے مراد فیہا ہے یعنی صرف زمین میں ہیں۔ یا فیہما سے مراد منہما ہے یعنی آسمانوں و زمین کے درمیان کی مخلوق ہے اس وقت کا عرف عام اتنا وسیع نہیں تھا جتنا کہ آج کل ہے آج جدید تحقیقات و تدقیقات و انکشافات کے علمی و عملی نتائج سے عقول و افہام کی وسعت میں لایعنی مفروضات کو دور کرکے ان میں وسیع علمی جولانیاں پیدا کر دی ہیں ان دنوں کوئی بھی کہتا کہ مریخ وغیرہ اجرام سماوی میں ذی حیات مخلوقات بستی ہیں تو یقیناً وہ دیوانہ سمجھا جاتا، مگر آج حالت یہ ہے کہ اس نظریہ کی کامیابی کا ہر شخص متمنی ہے کیا یہ ممکن نہیں کہ سائنس کا یہ نظریہ مریخ اور دوسرے سیاروں میں انسانی آبادی پائی جاتی ہے قرآن کریم کی ان ہی آیات سے ماخوذ ہوا؟

قرآنی خدا رب العالمین، زمینی مخلوقات کا خدا آسمانی مخلوقات کا بھی خدا ہے علم نہ ہونے کی وجہ سے ہم اب تک عالمین کا صحیح مفہوم سمجھنے سے قاصر رہے ہیں بیسیوں تاویلات کیں پھر بھی تشفی نہیں یہی معراج کا حال ہے اب ان مذکورہ آیات کریمہ کی روشنی میں جدید انکشافات کو بھی پیش نظر رکھئے اور پھر بتایئے کہ اس میں کیا محال عقلی ہے،